اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح اس کی صفات بھی بے مثل و مانند ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱؍اکتوبر ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

پہلے تو میں جلسہ سالانہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے جلسہ کے متعلق بہت سے کام ربوہ والوں نے کرنے ہوتے ہیں اور بہت سے کام ایسے ہیں جو ربوہ میں کئے جاتے ہیں لیکن ان کو کرنے والے احمدی ربوہ میں بھی رہتے ہیں اور بہت سے احمدی باہر بھی رہنے والے ہیں مثلاً ایک ایسا کام یہ ہے کہ جگہ کی تنگی کے نتیجہ میں مہمان خانے بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جگہ کی تنگی اس وجہ سے خصوصاً شدید ہوگئی کہ ہمارے تعلیمی ادارے جو جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعت کے بہت سے مہمانوں کو اپنے اندر سما لیتے تھے اور وہاں ان کا انتظام ہوتا تھا قومیائے جانے کے بعد متعلقہ افسران نے خدا جانے کس مصلحت کی بنا پر اس غرض کے لئے ان تعلیمی اداروں کی عمارات دینے سے انکار کر دیا، اس لئے جماعت نے جلسہ کے لئے مہمان خانے بنانے شروع کئے۔ ان میں سے کچھ ہمارے مغرب کی طرف بھی ہیں کچھ مہمان خانے بن چکے ہیں کچھ بن رہے ہیں اپنے وقت پر تیار ہو جائیں گے لیکن مجھے لجنہ اماء اللہ کی طرف سے کہا گیا ہے کہ میں احمدی مستورات کو اس طرف متوجہ کروں کہ لجنہ جلسہ کے لئے مستورات کے استعمال کی خاطر جو مہمان خانہ تیار کروا رہی ہے اس کا خرچ پہلے اندازے سے بڑھ گیا ہے کیونکہ بہت سی چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا ہے اس لئے وہ اس مہمان خانہ کو مکمل کرنے میں کچھ

تنگی محسوس کر رہی ہیں۔ پس میں احمدی مستورات سے کہوں گا کہ یہ کام انہوں نے کرنا ہے اگر یہ جلسے سے پہلے ہو جائے تو باہر سے آنے والی بہنوں کے لئے بہت سی سہولت کا سامان پیدا ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے احمدی کے دل میں بڑی وسعت پیدا کی ہے۔ ہمارا خیال کہ چونکہ بہت بڑا مسقّف حصہ تعلیمی اداروں کے نہ ملنے کی وجہ سے جلسہ سالانہ کو میسر نہیں ہوگا اس لئے تنگی پیدا ہوگی اور جب پہلے سال یہ حالات پیدا ہوئے تو میں نے ربوہ والوں سے کہا کہ تم بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی کی طرف منسوب ہونے والے ہو اور جو باہر سے مہمان آ رہے ہیں وہ بھی مہدی اور مسیح علیہ السلام کے مہمان ہیں ان کو اپنے سینہ سے لگاؤ، اپنے گھروں میں ان کو جگہ دو، ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ چنانچہ بہت بھاری اکثریت نے اللہ تعالیٰ سے یہ توفیق پائی کہ وہ اسی کی رضا کے لئے ان مہمانوں کو اپنے گھروں میں ٹھہرائیں اور ہمیں کوئی خاص دقت محسوس نہیں ہوئی لیکن جیسا کہ دوست جانتے ہیں ہر سال مہمانوں کی تعداد میں، جلسہ سالانہ کی حاضری میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے اس لئے ہم امید رکھتے ہیں کہ یہ جلسہ جو آ رہا ہے اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد گزشتہ سال سے زیادہ ہوگی اور جگہ کی زیادہ ضرورت ہوگی۔ جتنی جگہ بنائی جا سکتی ہے بنا دیں اور پھر جتنے مہمان اپنے گھروں میں سمائے جا سکتے ہیں سمائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو بھی کوفت اور خفت سے محفوظ رکھے اور آنے والوں کو بھی تکلیف سے بچائے اور آپ ہر دو کے لئے یعنی یہاں کے رہنے والوں کے لئے بھی اور باہر سے آنے والوں کے لئے بھی اپنی رحمتوں اور برکتوں کے سامان پیدا کرے۔

میں نے جو سلسلۂ مضمون شروع کیا تھا اب میں اس کے ایک حصہ کی طرف آتا ہوں۔ دو خطبے میں نے دیئے ہیں پہلا تو اصولی تھا بہت سی باتیں اسلامی تعلیم کے متعلق میں نے بتائی تھیں اور پھر خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق اسلام نے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ مختصراً بیان کی تھی۔ جہاں تک خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کا تعلق ہے انسان مختصراً ہی کچھ کہہ سکتا، کچھ سن سکتا اور کچھ سمجھ سکتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے اور انسان ہر جہت اور ہر پہلو سے حدود میں جکڑا ہوا ہے۔ اس کی طاقتیں بھی محدود، اس کی عقل بھی محدود، اس کی فراست بھی محدود اور اس کی

زندگی بھی محدود۔ وہ اپنی چھوٹی سی زندگی میں خواہ ۷۰۔۸۰ سال کی ہو تب بھی خدا تعالیٰ کے متعلق سب کچھ کیسے جان سکتا ہے جو کہ غیر محدود ہے اپنی ذات میں بھی اور جو غیر محدود ہے اپنی صفات میں بھی اور آج میں اسی کے متعلق مضمون شروع کر رہا ہوں۔

صفاتِ باری کے متعلق جو دو چار باتیں میں کہوں گا ان میں سے پہلی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی ذات کی طرح اس کی صفات بھی بے مثل و مانند ہیں یعنی نہ اس کی ذات کی کوئی مثل ہے اور نہ کسی اور وجود میں اس جیسی صفات یا کوئی ایک صفت ہمیں نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں بھی بے مثل و مانند ہے۔ جب ہم اسلامی تعلیم کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی دو قسم کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے ایک کو تنزیہی صفات کہا گیا ہے اور ان میں خدا تعالیٰ کے بے مثل و مانند ہونے میں کسی کو بھی شبہ نہیں نہ کمزور دماغ والے کو اور نہ اسے جس کے دماغ میں شیطان وسوسہ ڈالے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی ایسی صفات ہیں جو ان جلووں سے تعلق رکھتی ہیں کہ جہاں مخلوق کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے وہ تنزیہی صفات ہیں وہ خدا ہی کی ہیں اور خدا ہی انہیں بہتر جانتا ہے۔ ہمیں اس کے متعلق اشارے مل جاتے ہیں لیکن اس کی کنہ کو انسان نہیں سمجھ سکتا اور حقیقت یہ ہے کہ دوسری قسم کی صفات کی کنہ کو بھی جاننا مشکل ہے۔ بہر حال تنزیہی صفات کے بارہ میں کسی شبہ اور شک یا وسوسے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ان میں خدا تعالیٰ بے مثل و مانند ہے۔

دوسری قسم کی صفات کو ہم اسلامی تعلیم کی روشنی میں تشبیہی صفات کہتے ہیں۔ وہ صفات اس وجہ سے تشبیہی ہیں کہ انسان کے اندر بھی ان صفات سے ملتی جلتی صفات پائی جاتی ہیں اس لئے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنا عبد بننے کے لئے پیدا کیا اور اس کو یہ قوت دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپنی صفات پر چڑھائے اور اسے یہ ہدایت کی گئی کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ خدا تعالیٰ کی صفات کے مطابق اپنی زندگی کے دن گزارو۔ اس واسطے ہمیں نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ بینا ہے، دیکھتا ہے، بصیر ہے اور انسان بھی دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی سنتا ہے اور انسان بھی سنتا ہے۔ خدا تعالیٰ رحیم ہے اور انسان کو بھی خدا تعالیٰ نے رحم کرنے کی قوت اور طاقت عطا کی ہے۔ خدا تعالیٰ بھی کریم ہے اور انسان کو بھی خدا تعالیٰ نے کریم ہونے کی قوت اور طاقت عطا کی ہے۔

خدا تعالیٰ خالق ہے اس نے کُنْ کے ساتھ کائنات کو پیدا کر دیا اور انسان کو بھی اس نے یہ طاقت دی ہے کہ وہ تجزیہ کے ذریعے یا جوڑ کر نئی چیزیں نکالے جن کو وہ نئے استعمال میں لائے۔ مثلاً بہت سی دوائیاں اس نے بنائیں گو وہ شاید اتنی مفید نہ ہوں جتنی کہ اپنی اصل شکل میں جس طرح کہ خدا نے ان کو پیدا کیا ہے مفید ہیں لیکن بہرحال انسان ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ افیم ہے، طبِ یونانی نے اس کو اپنی اصل شکل میں، قدرتی شکل میں، جس میں کہ خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اپنے نسخوں میں بڑی کثرت سے استعمال کیا انسان نے اس کا تجزیہ کیا اور جو میرا آخری علم ہے وہ یہ ہے کہ چھتیس اجزا اس میں سے نکالے گئے ہیں اور اس کے بعد اور نکل آئے ہوں گے اور مختلف اجزا کو مختلف مقاصد کے حصول کے لئے انسان نے استعمال کیا۔ کوئی کسی بیماری کے علاج کے لئے استعمال کیا کوئی کسی بیماری کے علاج کے لئے۔ انسان نے جوڑ توڑ کے ساتھ چیزیں بنائیں۔ ایک تو ہے تجزیہ کرنا اور ایک ہے چیزوں کو جمع کرنا۔ ان دونوں سے وہ خلق کرتا ہے۔ غرض ایک ملتی جلتی چیز انسان کے اندر بھی پائی جاتی ہے۔ پس ایسی صفات جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایسے رنگ میں انسان پر جلوہ گر ہوئیں کہ وہ ان کو اپنا لے، ان کا رنگ اپنے اوپر چڑھا لے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کی ہدایت پر عمل کر سکے اس قسم کی صفاتِ باری کو تشبیہی صفات کہا جاتا ہے۔

لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو تشبیہی صفات میں سے بھی کوئی صفت ایسی نہیں کہ انسان اس صفت میں خدا تعالیٰ کی مثل اور مانند بن جائے۔ بہت سی صفات ہیں سب میں تو میں اس وقت نہیں جا سکتا کچھ مثالیں دوں گا تا کہ آپ سمجھ جائیں۔ میں نے بتایا تھا کہ انسان کو حواس دیئے گئے بہت کچھ سیکھنے کے لئے اور ان میں سے ایک سننا ہے۔ ہمارے سارے تعلیمی ادارے شنوائی کی حس پر ہی چل رہے ہیں اور ترقی کر رہے ہیں۔ استاد لیکچر دیتا ہے اور شاگرد سنتا ہے اور خدا تعالیٰ بھی سنتا ہے، وہ ہماری دعاؤں کو سنتا ہے اور ہم پر رحم کرتا ہے اور ہماری دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ میں بھی سننے کی صفت اور شنوائی کی صفت ہے اور انسان میں بھی ہے لیکن خدا تعالیٰ کی شنوائی کی صفت اور انسان کی شنوائی کی صفت میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ دونوں سنتے ہیں اس لئے اس صفت میں انسان خدا کے برابر ہو

گیا، خدا کا شریک بن گیا۔ نہیں۔ خدا کی شنوائی کی صفت بھی بے مثل و مانند ہے۔ اس لئے کہ ایک تو انسان کو شنوائی کے لئے کانوں کی ضرورت ہے یعنی اس کے اپنے جسم میں ایک ایسا آلہ ہونا چاہیئے جو سن سکے اور دوسرے اس کی شنوائی ہوا کی محتاج ہے۔ صوتی لہریں جو ہوا میں آتی ہیں ان کے بغیر وہ سن نہیں سکتا خواہ کان موجود ہوں تب بھی نہیں سن سکتا اور تیسرے اس لئے کہ وہ محدود ہے، کئی لحاظ سے محدود ہے۔ مثلاً میں یہاں بول رہا ہوں یہ بظاہر چھوٹی سی مسجد ہے لیکن اگر لاؤڈ سپیکر نہ ہو تو جو دور بیٹھے ہوئے ہیں ان کے کان میری آواز نہیں سنیں گے۔ فاصلہ حد بندی کر رہا ہے۔ اب میں یہاں بول رہا ہوں لیکن اس لاؤڈ سپیکر کے باوجود میری آواز چنیوٹ نہیں سن رہا، میری آواز لاہور نہیں سن رہا، میری آواز راولپنڈی نہیں سن رہا، پشاور نہیں سن رہا، کراچی نہیں سن رہا۔ پس فاصلوں کی ایک حد بندی ہے۔ صوتی لہر میں ایک خاص قسم کی طاقت ہو تب انسان سن سکتا ہے۔ پس ایک تو انسان محتاج ہے کان کا، دوسرے وہ محتاج ہے ہوا کا اور تیسرے یہ کہ پھر بھی اس کی شنوائی محدود ہے لیکن خدا تعالیٰ کی شنوائی نہ کان کی محتاج ہے، نہ ہوا کی محتاج ہے، نہ کسی اور چیز کی محتاج ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور غیر محدود ہے۔ اتنی وسیع کائنات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض آیاتِ قرآنیہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ اس یونیورس (Universe) کے، اس کائنات کے اور اجرام میں بھی انسان سے ملتی جلتی آبادی پائی جاتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل اور شعور دیا ہے اور صاحبِ اختیار بنایا ہے۔ اتنی بڑی کائنات کہ جس کے کناروں سے بھی ہم اپنے علم کے لحاظ سے آگے نہیں بڑھے اس ساری کائنات میں جو بھی آواز ہو خدا تعالیٰ اس کو سنتا ہے لیکن نہ اس کے کان ہیں کیونکہ جسم ہی نہیں ہے اور نہ وہ ہوا کا محتاج ہے اور نہ اس کی سننے کی یہ طاقت یہ صفت محدود ہے بلکہ اس کی سننے کی صفت غیر محدود ہے، اس کی کوئی حد ہی نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی شنوائی اور انسان کی شنوائی کچھ ملتی ضرور ہیں لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انسانی صفت خدا تعالیٰ کی صفت کی مثل بن گئی اور خدا تعالیٰ کی صفت کی مانند بن گئی۔

پھر انسان کی بینائی ہے۔ انسان اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے لیکن دیکھنے کے لئے صرف آنکھ کی ضرورت نہیں بلکہ وہ روشنی کا بھی محتاج ہے۔ آنکھ کے ہوتے ہوئے بھی اگر بالکل

اندھیری کوٹھڑی ہو اور ذرا بھی روشنی نہ ہو تو وہ دیکھ نہیں سکتا اور پھر اس کی نظر محدود ہے، کئی لحاظ سے محدود ہے لیکن یہاں پھر میں فاصلے کی مثال دے دیتا ہوں۔ کچھ فاصلے کے بعد انسان کی نظر دیکھ نہیں سکتی بالکل صحیح اور صحتمند نظر بھی نہیں دیکھ سکتی۔ پس انسان کی نظر محدود ہے۔ وہ روشنی کی محتاج ہے، آنکھ کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے لیکن خدا تعالیٰ بغیر جسمانی آنکھوں کے دیکھتا ہے اور اس کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النّور:۳۶) اور اس کی نظر غیر محدود ہے۔

اسی طرح انسان کی بعض ایسی صفات ہیں جن سے وہ علم حاصل کرتا ہے۔ انسان کا علم کسی معلّم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے۔ یہ معلّم کوئی دوسرا انسان بھی ہوسکتا ہے، یہ معلّم واقعات بھی ہوسکتے ہیں، یہ معلّم ماحول بھی ہوسکتا ہے، یہ معلّم سائنس کی لیبارٹری میں سائنس کا آپریٹس بھی ہوسکتا ہے۔ بہر حال انسان علم کے حصول کے لئے کسی معلّم کا محتاج ہے اور اس کے باوجود محدود ہے۔ انسان غیر محدود علم حاصل نہیں کرسکتا مگر اللہ تعالیٰ کا علم کسی جہت سے بھی کسی معلم کا محتاج نہیں ہے اور بایں ہمہ وہ غیر محدود ہے۔ اس لحاظ سے خدا کے علیم ہونے اور انسان کے بھی عالم ہونے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کچھ مشابہت کے باوجود ہم نہیں کہہ سکتے کہ خدا تعالیٰ اپنی صفات میں بے مثل و مانند نہیں بلکہ اس کے باوجود خدا تعالیٰ اپنی صفات میں بے مثل و مانند ہے۔ اسی طرح انسان کی پیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور وقت کی محتاج ہے لیکن خدا تعالیٰ کی پیدا کرنے کی قدرت نہ مادہ کی محتاج ہے اور نہ وقت کی محتاج ہے۔ انسان موٹر بناتا ہے، ہوائی جہاز بناتا ہے، آٹا پیسنے کی مشین بناتا ہے، کپڑا بننے کے کارخانے بناتا ہے وغیرہ وغیرہ ہزاروں چیزیں ہیں جن میں خلق کا ایک پہلو آجاتا ہے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا وہ توڑنے اور تجزیہ کرنے سے یا جوڑنے سے چیزیں بناتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی صفت خلق مادہ کی محتاج نہیں اور غیر محدود ہے۔ خلق کے بھی مختلف جلوے ہیں۔ کچھ حصے کے متعلق شاید آگے بھی ذکر آئے اس کے غیر محدود جلوے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ہر صفت کے غیر محدود جلوے ہیں۔

غرض خدا تعالیٰ کی تمام صفات کا یہی حال ہے کہ وہ بے مثل و مانند ہیں۔ بعض مذاہب میں یہ غلط تصور پیدا ہوگئے کہ بعض صفتوں میں انسان خدا تعالیٰ کی مثل بن جاتا ہے یہ غلط ہے،

عقلاً بھی غلط ہے۔ یا یہ تصور پایا جاتا ہے کہ بعض صفات میں خدا تعالیٰ ناقص ہے وہ تبھی انسان کی مثل بن سکتا ہے اگر وہ ناقص ہو۔ میں ناقص ہونے کو لے لیتا ہوں۔ اگر ایک صفت میں بھی اللہ تعالیٰ کو ناقص سمجھا جائے تو امکان پیدا ہو گیا کہ ہر صفت میں ہی وہ ناقص ہو سکتا ہے اور اگر یہ امکان پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی توحید قائم نہیں رہ سکتی اور یہ حقیقت کہ وہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں واحد و یگانہ ہے اس کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے۔ پس خدا تعالیٰ اپنی کسی ایک صفت میں بھی کسی جہت سے بھی ناقص نہیں ہے۔ وہ واحد و یگانہ ہے جیسا اپنی ذات میں ویسا ہی اپنی صفات میں بھی، اپنے افعال میں بھی اور اپنی قدرتوں میں بھی۔

میں نے صفاتِ باری تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی چند ایک باتیں ہی اس وقت کے لئے منتخب کی ہیں۔ پہلی بات میں نے یہ بتائی کہ خدا تعالیٰ اپنی صفات میں بے مثل و مانند ہے۔ اس کے بعد دوسری بات میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اس کی قدرتِ غیر محدودہ سے وابستہ ہے یعنی ایک تو وہ بے مثل و مانند ہے اور دوسرے اس کی قدرتیں غیر محدود ہیں اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو قانون کے طور پر کسی حد کے اندر گھیر لینا انسان کا کام نہیں یہ ناممکنات میں سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خدا شناسی کے لئے ایک بہت زبردست بنیاد یہ ہے کہ خدائے ذوالجلال کی قدرتیں بے انتہا سمجھی جائیں۔ اسلامی تعلیم سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی جو غیر محدود قدرتیں ہیں ازلی ابدی طور پر خدا تعالیٰ ان کے جلوے دکھا رہا ہے اور ان ازلی ابدی صفات کے مطابق وہ اپنا کام کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ صفات ہر مخلوق ارضی وسماوی پر موثر ہو رہی ہیں اور مخلوقات پر جو اثر پیدا ہو گا اس کو ہم عربی میں آثار الصفات بھی کہہ سکتے ہیں یعنی صفات کا جو اثر پیدا ہوا۔

آثار الصفات یعنی خدا تعالیٰ کے متعلق یہ حقیقت کہ وہ ہمیشہ اپنی ازلی ابدی صفات کے موافق کام کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود صفات کے جلوے مخلوق ارضی وسماوی پر یعنی کل کائنات پر مؤثر ہو رہے ہیں۔ ساری مخلوق پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ ان آثار الصفات کا نام سنت اللہ یا قانونِ قدرت ہے یعنی خدا تعالیٰ کی صفات جو ساری مخلوق پر اثر انداز ہو رہی ہیں یہ خدا تعالیٰ کی صفات کے آثار ہیں۔ اسی کو ہم سنت اللہ یا قانونِ قدرت کہہ سکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی صفات میں کوئی تضاد نہیں۔ پس ایک طرف تو اس کی صفات کے غیر محدود جلوے اس کی ساری مخلوقات پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور دوسری طرف ہر چیز اپنے اندر ایک ایسی خاصیت رکھتی ہے کہ جس سے وہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی قدرتوں سے اثر پذیر ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ خدا تعالیٰ کا یہ فعل کہ اس کی غیر محدود قدرتوں کے جلوے اس کی مخلوق پر اثر انداز ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا اپنی مخلوق کو ایسا بنا دینا کہ اس کی مخلوق خدا تعالیٰ کے بے شمار جلووں سے اثر قبول کرتی ہے۔ زمین و آسمان میں جو چیز بھی ہے وہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی قدرتوں سے اثر پذیر ہوتی ہے، پہلے ہوتی رہی اور آئندہ ہوتی رہے گی۔ اس سے عقلاً یہ نتیجہ نکلا کہ اشیاء کے جو خواص ہیں، چیزوں کی جو خاصیتیں ہیں وہ کبھی ختم نہیں ہوتیں یعنی انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ ان میں بے شمار خواص پیدا ہو گئے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے بے شمار جلووں سے خدائی صفات کے غیر محدود جلووں سے انہوں نے اثر قبول کیا ہے پس ان کی خاصیتیں بے شمار ہو گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خواہ ہم ان پر اطلاع پائیں یا نہ پائیں لیکن ہیں وہ بے شمار۔ آج کل سائنس میں بہت تحقیق ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ خشخاش کا دانہ لے لو۔ اس پر جتنی تحقیق ہو چکی ہے اس سے کہیں زیادہ خشخاش کے دانے کے اندر خواص ہیں کیونکہ ہر چیز میں بے شمار خواص ہیں۔ چنانچہ عرصے، عرصے کے بعد انسانی تحقیق اور علم کے میدان میں اس کی کوشش کی جو تصویر نظر آتی ہے وہ یہ ہے جیسا کہ میں نے پہلے افیم کی مثال دی تھی کہ ایک وقت میں افیم ایک چیز سمجھی جاتی تھی پھر سائنسدانوں نے تجزیہ کیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اس کے اندر چودہ ست ہیں۔ یہ بھی میں نے ایک دفعہ پڑھا تھا کہ افیم میں چودہ ست پائے جاتے ہیں پھر ان کو تسلی ہو گئی اور مزید تحقیق اور ریسرچ انہوں نے چھوڑ دی۔ پھر کچھ عرصے کے بعد سائنسدانوں نے کہا کہ کچھ اور تحقیق کرنی چاہیئے۔ پھر انہوں نے اور تحقیق شروع کی۔ پھر انہوں نے کہا کہ انیس ست ہیں۔ یہ میں مثال دے رہا ہوں۔ پھر جس طرح جانور جگالی کرتا ہے انہوں نے کہا کہ اچھا اب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اب اُنیس ست بن گئے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد نوجوان سائنسدان میدان میں آئے انہوں نے کہا کہ پہلوں نے ریسرچ کی تھی ہم کیوں پیچھے رہیں۔ پھر انہوں نے ریسرچ کی اور انہوں نے کہا کہ

چھبیس، ستائیس ست ہیں۔ پھر اس پر تسلی پکڑ لی اور کچھ عرصہ ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ پھر ایک نئی نسل پیچھے سے آ گئی نوجوان سائنسدانوں کی، اس نے کہا میں کیوں پیچھے رہوں پھر اس نے ایک نئی ہمت اور عزم کے ساتھ ریسرچ شروع کی اور پھر اس نے کہا کہ افیم میں چھتیس کے قریب ست ہیں۔ میرے آخری علم کے مطابق یہی ہے اس کے بعد اور بہت سی ریسرچ ہوئی ہے جس کا مجھے پتہ نہیں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کے غیر محدود جلوے اس کی ساری مخلوقات پر ہر وقت ظاہر ہو رہے ہیں اور ہر مخلوق کو خدا تعالیٰ نے یہ خاصیت دی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے جلووں سے اثر قبول کرے اس لئے خواصِ اشیاء غیر محدود ہیں اور آدمی ان کی حد بندی نہیں کر سکتا۔

پس بڑا عظیم علم ہے جو ایک مسلمان کو بنیادی طور پر دیا گیا تھا تا کہ وہ اپنی علمی تحقیق میں کسی جگہ کھڑا نہ ہو جائے لیکن ہماری بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم کھڑے ہو گئے اور پیچھے رہ گئے۔ ایک وقت میں سپین کی مسلمان یونیورسٹیاں یورپ کے بڑے بڑے علماء کو اپنی طرف کھینچ لینے کی توفیق پاتی تھیں اور وہاں بڑی عمر کے اور اپنی دنیا کے مانے ہوئے سکالرز اور محقق مزید علوم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ اگر مسلمان آگے بڑھتے رہتے تو ہمیشہ یہی کیفیت رہتی لیکن خدا کی یہی مصلحت تھی روک پیدا ہو گئی۔ لیکن اب اسلام کی ترقی کا نیا دور شروع ہوا ہے اور ایک احمدی دماغ کو میں کہتا ہوں کہ کسی جگہ ٹھہرنا نہیں کیونکہ خدا نے کہا ہے کہ کوئی چیز بھی لے لو، خشخاش کا دانہ ہو یا ایٹم کا ذرّہ اس کی تحقیق کسی جگہ ختم نہیں ہوتی۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جو کچھ حاصل کرنا تھا وہ حاصل کر لیا ہے اور اب باقی کچھ نہیں رہا صرف ''پھوک'' رہ گیا ہے۔ پھوک کوئی نہیں ہے کیونکہ مثلاً سائنٹیفک ریسرچ کا تحقیق کا جو دس سالہ زمانہ تھا ان دس سالوں میں پتہ نہیں خدا تعالیٰ کی صفات کے کتنے نئے جلووں کو ان اشیاء نے جذب کیا اور ان کی ہیئت پہلے سے مختلف ہو گئی۔

ان حقائق کے بیان سے ایک اور نتیجہ نکلتا ہے بڑا زبردست نتیجہ۔ وہ یہ کہ چونکہ خدا تعالیٰ اپنی صفات کاملہ کے ساتھ غیر محدود اور غیر متناہی ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کی ان صفات کے غیر محدود جلوے خدا تعالیٰ کی مخلوق پر ہو رہے ہیں اور ان جلووں سے ایک اثر پیدا ہوتا ہے اور یہی

منشاء ربیّ ہے اور مخلوق کو یہ خاصیت دی گئی ہے کہ وہ اس اثر کو قبول کرے اس لئے انسان بڑا ہی نادان ہوگا اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ آثار الصفات کو یعنی غیر محدود جلوؤں کے نتیجہ میں جو مخلوق کی غیر محدود خاصیتیں رکھنے والی چیزیں ہیں ان کو اپنے تجربے یا اپنی عقل یا اپنے مشاہدہ کے اندر باندھا جاسکتا ہے اور محدود کیا جاسکتا ہے۔ اس واسطے قوانینِ قدرت محدود نہیں ہیں (میں نے پہلے بتایا تھا کہ آثار الصفات کا نام ہی سنت اللہ اور قانونِ قدرت ہے) اور نہ ہمارا تجربہ ان کی حد بندی کرسکتا ہے جیسا کہ خود ہمارے تجربے نے بتایا ہے کہ وہ نہیں کرسکتا مثلاً آج سے سو سال پہلے جتنی ریسرچ ہوئی ہے اس ریسرچ نے اس تحقیق نے ہر قدم پر ہمیں بتایا ہے کہ ہماری تحقیق حد بندی نہیں کرسکتی۔ ہمارا فہم اس کی حد بندی نہیں کرسکتا۔ جن کی آنکھیں کھلی ہیں ان کو ہر روز کوئی نہ کوئی نئی چیز خدا کی قدرت کے اندر نظر آتی ہے اور مشاہدہ ان کو بتاتا ہے کہ وہ حد بندی نہیں کرسکتا اور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ کہنا غلط ہے کہ جو قوانینِ قدرت ہمیں معلوم ہیں بس وہی ہیں ان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں کیونکہ اگر آثار الصفات کا نام ہی سنت اللہ اور قوانین قدرت ہے تو قوانینِ قدرت بھی غیر محدود ہیں اور انسان ان کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ میں نے ابھی بتایا ہے کہ ہمارا مشاہدہ بھی ان کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ ہماری بہت سی تحقیق مشاہدہ کے نتیجہ میں ہے یعنی لیبارٹریز وغیرہ میں نہیں بلکہ بس ایک چیز سامنے آگئی اور اس نے ایک سبق دے دیا مثلاً میں نے ایک مضمون پڑھا کہ امریکہ میں ایک شخص تھا اس کا صرف ایک باغ تھا۔ کافی بڑا باغ تھا اور بڑے پیسے کماتا تھا۔ اسی پر اس کا گزارا تھا اور گزارے کی کوئی اور چیز اس کے پاس نہیں تھی۔ موسمِ بہار میں جب پتے نکلے اور درخت پھل سے لدگئے تو اس نے دیکھا کہ ''تیلا'' یعنی پتوں وغیرہ کو کھانے والے اور نقصان پہنچانے والے کیڑے نے اس کے باغ پر شدید قسم کا حملہ کیا ہے۔ وہ بڑا سخت پریشان ہوا کہ میری تو روزی ہی یہ ہے اگر سارا پھل مر گیا تو میں کھاؤں گا کہاں سے؟ تب اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ میں اپنے باغ میں جاکر پھروں اور دیکھوں کہ کوئی جڑی بوٹی ایسی بھی ہے جس پر اس بیماری نے، اس کیڑے نے حملہ نہیں کیا تو اس کے اپنے باغ میں ہی اس کو ایسی جڑی بوٹیاں مل گئیں جن پر اس ''تیلے'' نے اس کیڑے نے حملہ نہیں کیا تھا۔ چنانچہ اس نے ان کو اکھیڑا، ان کا جوشاندہ بنایا اور اس کا سپرے کیا اور سارا کیڑا مر گیا۔ اب یہ پہلی دفعہ

اس کے مشاہدے نے اس کو بتایا جو سمجھتا تھا کہ کیڑے مار دوائیاں جو بن سکتی تھیں بن گئیں، اب اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو میں نے ایک مثال دی ہے کہ جہاں انسانی دماغ ٹھہرا ہوا تھا۔ مشاہدے نے اس کو دھکا دے کر آگے بڑھا دیا۔ جہاں تم ٹھہرے ہو وہ انتہا نہیں آگے بھی دروازہ کھلا ہے، پھر آگے دروازہ کھلا ہے۔ انسان نے اپنی پیدائش سے، ہوش سنبھالنے کے بعد سے اس وقت تک پتہ نہیں کتنے غیر محدود مشاہدات کئے یعنی ہم ان کی حد بندی نہیں کر سکتے۔ ویسے تو انسان محدود ہے لیکن بے شمار مشاہدات ہیں ہم ان کو شمار میں نہیں لا سکتے۔ اس واسطے ہم کسی جگہ ٹھہر نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے بہت بڑا علمی میدان کھول دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ والسلام فرماتے ہیں کہ ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جس کی قدرتیں صرف ہماری عقل اور قیاس تک محدود ہیں اور آگے کچھ نہیں بلکہ ہم اس خدا کو مانتے ہیں جس کی قدرتیں اس کی ذات کی طرح غیر محدود اور ناپیدا کنار اور غیر متناہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرنے سے ہمیں ایک بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بغیر ان امور کے جو اس کی شان کے مخالف ہیں یا اس کے وعدوں کے برخلاف ہیں وہ ہر بات پر قادر ہے۔ خدا تعالیٰ تو اپنے وعدہ کا پکا ہے اس لئے اگر کوئی یہ پوچھے کہ کیا خدا تعالیٰ اپنا وعدہ توڑ سکتا ہے تو یہ سوال پوچھنے والے کی حماقت ہے خدا تعالیٰ کی شان میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا وہ اپنے وعدے نہیں توڑا کرتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ اس معنی میں قادر نہ ہوتا کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے تو پھر ہم اس سے کیا امید رکھ سکتے۔ ہم جو ہر موقع پر اور ہر ضرورت کے وقت اور ہر تکلیف میں اور ہر بھلائی اور خیر کے پانے کے لئے اس کے آگے جھکتے اور اس سے دعائیں کرتے ہیں تو اس کی بنیاد یہی امید ہے کہ کوئی چیز اس کے آگے انہونی نہیں۔

ہماری دعاؤں کی قبولیت اس بات پر موقوف ہے کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے مثلاً ایک بیمار ہے اس کے لئے ہم دعا کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ مادی ذرات میں بھی تبدیلی پیدا کر سکتا ہے اور نئی قوتیں اور طاقتیں دے سکتا ہے اور روح میں بھی نئی قوتیں اور طاقتیں پیدا کر سکتا ہے تبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کے لئے دعائیں کر کے اس امت کے اندر ایک عظیم روحانی

انقلاب پیدا کر دیا ہے، یہ ان کی روح کے اندر ہی تھا۔ پس وہ ذرات میں نئی قوتیں پیدا کر سکتا ہے وہ ہر چیز کر سکتا ہے جو اس کی عظمت اور ارفع شان کے خلاف نہ ہو اور اسی وجہ سے وہ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ایک شخص بیمار ہو جاتا ہے پھر بڑے بڑے ماہر آتے ہیں اور اس کا علاج کرتے ہیں اس کو دوائیاں دیتے ہیں لیکن اس کو آرام نہیں آتا۔ یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم آسمان سے نازل ہوتے ہیں ایک تو خدا تعالیٰ دوا کو کہتا ہے کہ اس پر اثر نہ کر اور ایک اس بیمار کے جسم کے ذرات کو حکم دیتا ہے کہ اس اثر کو قبول نہ کرو اور وہ علاج میں لگا رہتا ہے۔ دو ہفتے گزرے، دو مہینے گزرے اور آرام نہیں آرہا۔ پھر خدا کا ایک بندہ خدا کے حضور جھکتا ہے اور اس بیمار کے لئے دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کر کے ایک طرف دوا کو حکم دیتا ہے کہ اب اس کے لئے مؤثر بن جا اور دوسری طرف بیمار کے جسم کے ذروں کو یہ حکم دیتا ہے کہ اس اثر کو تم قبول کرو چنانچہ وہی دوائیں جو ہفتوں یا مہینوں سے بے اثر ثابت ہو رہی تھیں ان کے اندر ایک اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی صفات پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ہماری روحانی بھلائی کے لئے ایک اور صفت کا پہچاننا بھی ضروری تھا اب میں اس کو لیتا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ میں مختصراً یہ مضمون بیان کروں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود صفات کے متعلق تو غیر محدود بیان چاہیئے۔ نہ آپ کی عمر غیر محدود کہ سن سکیں نہ میری یا کسی اور کی عمر اتنی لمبی کہ وہ سناتا چلا جائے۔ خدا تعالیٰ مالک ہے ہر چیز کا مالک اللہ ہے۔ وہ ہمارے جسموں کا بھی مالک ہے وہ ہماری جان کا بھی مالک ہے، وہ ہماری قوتوں اور طاقتوں اور صلاحیتوں کا بھی مالک ہے، وہ ہماری اولاد کا بھی مالک ہے۔ ہمارے پاس جو دولت ہے پیسے اور دوسرے اموال وغیرہ ہیں ان کا بھی مالک ہے۔ اصل مالک، حقیقی مالک وہی ہے اور ہمارا کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ کی مالک ہونے کی صفت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمارا کچھ نہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ مالک ہے اس لئے انسان کو یہ جاننا چاہیئے کہ اس کے مقابل پر تمام حقوق سلب ہو جاتے ہیں۔ مالک جو ہوا تو اس کے مقابل پر حق کیا، یعنی اللہ تعالیٰ کو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میرا لڑکا تھا تو نے کیوں چھین لیا یا میرا روپیہ تھا تو نے کیوں ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ وہ ضائع ہو جائے یا میرا جسم تھا اس کو مفلوج

کیوں کردیا۔ کچھ بھی میرا نہیں سب اسی کا ہے۔ یہ ہے مالک ہونے کے معنی۔ اس صفت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ پڑھ کر آج کے خطبہ کو میں ختم کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں:-

’’انسان نے جو اپنے مالکِ حقیقی کے مقابل پر اپنا نام بندہ رکھا یا اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ (البقرة:۱۵۷) کا اقرار کیا یعنی ہمارا مال، جان، بدن، اولاد سب خدا کی ملک ہے تو اس اقرار کے بعد اس کا کوئی حق نہ رہا جس کا وہ خدا سے مطالبہ کرے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ جو درحقیقت عارف ہیں باوجود صدہا مجاہدات اور عبادات اور خیرات کے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کے رحم پر چھوڑتے ہیں اور اپنے اعمال کو کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے اور کوئی دعویٰ نہیں کرتے کہ ہمارا کوئی حق ہے یا ہم کوئی حق بجالائے ہیں کیونکہ درحقیقت نیک وہی ہے جس کی توفیق سے کوئی انسان نیکی کرسکتا ہے اور وہ صرف خدا ہے۔ پس انسان کسی اپنی ذاتی لیاقت اور ہنر کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے انصاف کا مطالبہ ہرگز نہیں کرسکتا۔ قرآن شریف کی رو سے خدا کے کام سب مالکانہ ہیں‘‘۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۳)

دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو حقیقی عرفان عطا کرے تا کہ ہم عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۸؍ دسمبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۲ تا ۷)

۞۞۞